بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ٹیلیفون نمبر ۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ — عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر (۳)

ایڈیٹر رحمت اللہ خان شاکر ———— یوم پنجشنبہ

جلد ۳۱ | ۴ ماہ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش | ۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ | ۴ ماہ فروری ۱۹۴۳ء | نمبر ۳۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ساڑھے دس بجے کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کو سر اور آنکھوں میں درد اور نزلہ کی شکایت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دُعا کریں:۔

حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کے ایک صاحبزادہ رات دہلی سے پہونچ گئے۔ آج دس بجے سے قبل پشاور سے آپکے تین دوسرے صاحبزادگان اور سرگودہ سے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے پہنچنے کی توقع ہے۔ جنازہ آج قبل دوپہر ہوگا۔ انشاء اللہ:۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اپنے لڑکے مولوی عبدالرحیم صاحب کی صحت کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں:۔

خطبہ جمعہ

دیہات میں تبلیغ کرنے کی نئی سکیم کو کامیاب بنایا جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۳ء مطابق ۲۹۔ ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش

مرتبہ رحمت اللہ خان شاکر

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مَیں نے ایک گزشتہ خطبہ میں جماعت کو **تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ** کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اور ساتھ ہی تربیت کی طرف بھی زیادہ توجہ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ میں نے اس امر پر کچھ عرصہ سے بہت غور کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ ہماری مبلغین کلاس اور وُہ انتظام جو مبلغوں کے پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ **موجودہ ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے** کافی نہیں۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ صرف مبلغین کلاس کے پاس شدہ نوجوانوں کو ہی بطور مبلغ مقرر کرنے کی ہدایت میری ہی طرف سے تھی۔ اور میں نے صدر انجمن اور ناظر دعوت و تبلیغ کو حکماً اس امر سے باز رکھا تھا۔ کہ جو لوگ مبلغین کلاس کے پاس شدہ نہ ہوں۔ ان کو مبلغ رکھا جائے اور اس ہدایت کے دینے کا موجب یہ باتیں تھیں۔ اوّل یہ کہ اگر دوسرے لوگ بھی تبلیغ کے کام پر لگائے جائیں۔ تو مبلغین کلاس پاس شدہ نوجوانوں کے لئے گنجائش بہت کم رہ جاتی ہے اور اس طرح ان کی تعلیم وغیرہ پر جو اخراجات سلسلہ نے کئے ہوتے ہیں۔ وُہ ضائع جاتے ہیں دُوسرے اس لئے کہ اگر کوئی اصل مقرر نہ کیا جائے۔ تو **ہمارے ملک کے اخلاق و تمدن** کے لحاظ سے فرض شناسی اور ذمہ داری کی ادائیگی کا مادہ یہاں چونکہ بہت ہی کم ہے اس لئے ایسے لوگ مبلغ رکھ لئے جائیں گے۔ جو تبلیغ کی غرض کو پورا کرنے والے نہ ہوں۔ اور صرف ناظر یا ان کے مددگاروں پر بعض اثر والے احباب کے زور دینے یا لحاظ کی وجہ سے رکھ لئے جائیں۔ اس قسم کا لحاظ کرنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔ مگر اس گناہ پر ابھی ہندوستان کے لوگ غالب نہیں آسکے۔ دُوسرے تو بالکل ہی نہیں آسکے۔ اور احمدیوں کا بیشتر حصہ بھی اس گناہ پر اچھی طرح ابھی غالب نہیں آسکا۔ اگر کوئی ناظر کے پاس آکر اپنی حالت زار بیان کرے۔ اور کہے۔ میں بھوکا مر رہا ہوں۔ بال بچوں کے گزارہ کی کوئی صورت نہیں۔ تبلیغ کا بھی جوش ہے اور پانچ سات آدمی آکر کہدیں۔ کہ آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ ہمارے اس آدمی کو نوکر رکھ لیں۔ تو بسا اوقات اس دباؤ کو وُہ برداشت نہ کر سکے گا وُہ یہ خیال نہیں کرے گا۔ کہ سلسلہ کی دُنیا میں تبلیغ کا وُہ **خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دِہ** ہے۔ پانچ سات آدمیوں کی سفارش پر یا کسی امیدوار کے گڑگڑانے اور منتیں کرنے پر کسی کو مبلغ رکھ لینے کا یہ نتیجہ بھی ہو سکتا ہے کہ مبلغین کلاس کا پاس شدہ نوجوان جس پر تعلیم دینے کے لئے سلسلہ نے سینکڑوں روپیہ خرچ کیا ہو جب تعلیم پاکر فارغ ہو۔ تو اسے جواب دینا پڑے۔ اس لئے کہ بجٹ میں گنجائش نہیں۔ یا جتنے مبلغ رکھنے چاہئیں۔ اتنے رکھے جا چکے ہوں۔ پس اگر میں یہ اصول مقرر نہ کرتا۔ تو اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوتا۔ کہ مبلغین کلاس پاس شدہ نوجوان کام سے محروم رہ جاتے۔ اور ان پر جو روپیہ خرچ ہو چکا ہوتا۔ وُہ ضائع چلا جاتا۔ اور پھر بعض ایسے لوگ بھی مبلغ رکھے جا سکتے۔ جو درحقیقت **تبلیغ کی قابلیت** نہ رکھتے۔ بلکہ محض اس وجہ سے رکھ لئے جاتے۔ کہ انہوں نے الحاح سے درخواست کی ہوتی۔ یا پانچ سات دوستوں نے ان کی سفارش کی ہوتی۔ کہ یہ ہمارا آدمی بھوکا مر رہا ہے۔ اس کے لئے روزگار کا ضرور کوئی انتظام کیا جائے:۔

اسلامی حکومت میں ہر فرد کے لئے روٹی کا انتظام کرنا حکومت کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور بے شک جس حد تک ہم سلسلہ کے نظام کو اپنے ملکی حالات کے لحاظ سے اسلامی نظام کا قائم مقام بنا سکتے ہیں۔ اس حد تک **ہر فرد کے لئے روٹی کا انتظام** کرنے کا نظام سلسلہ ذمہ وار ہے۔ مگر ہمارا موجودہ نظام ابھی ایسی حکومت کا قائم مقام نہیں۔ جو ٹیکس وغیرہ لگا کر۔ یا دُوسرے ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے کا حق رکھتی۔ اور اس کے وصول کرنے کے لئے رعب اور طاقت رکھتی ہے۔ ہمیں ابھی یہ حق اور اقتدار حاصل نہیں۔ اس لئے شرعاً بھی اور قانوناً بھی ہم ان امور کو ادا کرنے کے ابھی ذمہ وار نہیں ہیں جیسا کہ حکومت حاصل ہونے کی صورت میں ہوتے پس جہاں تک قانون شریعت کا سوال ہے۔ مرکز سلسلہ ابھی ان ذمہ واریوں کو پورا کرنے اور **بوجھوں کو اٹھانے کا ذمہ وار** نہیں جن کو اٹھانا اس وقت ضروری ہوتا۔ اگر ہمارے ہاتھ میں حکومت ہوتی۔ پس ان باتوں کے پورا نہ کرنے کی صورت میں ہم پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔ جن کو پورا کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ مگر جہاں تک **تعاون اور اخلاقی مدد کا سوال** ہے سلسلہ ایسی باتوں میں حصہ لیتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو۔ مدد دیتا ہے۔ مثلاً آج کل گندم کی دقت ہے۔ امور عامہ الگ اسے مہیا کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اور میں اس کے لئے الگ کوشش کر رہا ہوں۔ علاوہ اس **گندم کے** جو دوستوں سے جمع کر کے تقسیم کی گئی۔ جو خریدنا چاہتے تھے۔ ان کے لئے بھی انتظام کیا گیا۔

بعض لوگوں کے لئے قرض کا انتظام بھی کیا گیا۔ اب پھر دقت درپیش ہے۔ اسے رفع کرنے کی بھی ای کوشش جاری ہے۔ مختلف مقامات پر آدمی بھیجے گئے ہیں۔ اخبار میں بھی اعلان کیا جاتا ہے یہ ذمہ داری ہم پر فرض نہیں۔ زائد اگر اسے کریں تو اچھا ہے۔ جو فائدہ لوگوں کو پہونچایا جا سکتا ہے۔ وہ پہونچانا چاہیئے اور پہونچایا جا رہا ہے۔ مگر یہ ہم پر فرض نہیں ہاں جو اچھا کام کیا جا سکتا ہو۔ وہ کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ فرض نہ بھی ہو۔ دنیا میں لوگ صرف وہی کام نہیں کرتے جو فرض ہوں۔

بیوی بچوں کے لئے

دوستوں کے لئے کئی ایسے کام کرتے ہیں۔ جو ان پر فرض نہیں ہوتے۔ بیوی کے لئے زیور بناتے ہیں۔ یہ فرض نہیں۔ لیکن جو جائز حد تک بیویوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کام کر سکتے ہیں وہ کریں تو اچھا ہے اور کرتے ہیں۔ باپ اگر بچہ کو سیر کے لئے لے جا سکے تو لے جاتا ہے۔ یہ فرض تو نہیں مگر لوگ کرتے ہیں۔ اسی طرح جو دوسرے کام فرض نہیں۔ اور جن کا کرنا ہم پر واجب نہیں مگر کئے جائیں تو اچھا ہے۔ لوگ انہیں کرتے ہیں۔ اور ہم بھی کرتے ہیں۔ مگر نفل کے طور پر اور طوعاً کرتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ فرض نہیں۔ اور نہ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہاں کئے جائیں تو اچھا ہے مگر ایسے کاموں کو

فرض پر مقدم کرنا

اور ان کے لئے فرض کو ترک کر دینا جائز نہیں۔ یہ فرض ہے کہ کسی کام پر دیانتداری کے ساتھ ایسے آدمی مقرر کئے جائیں۔ جو اس کے اہل ہوں لیکن کسی غریب کی مدد کرنا اچھا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی اس مدد کی ہدایت ہے مگر فرض نہیں لیکن یہ فرض ہے کہ کسی کام پر کسی کو لگانے کا اختیار ہو۔ تو صرف ایسا آدمی رکھا جائے۔ جو واقعہ میں اس کام کا اہل اور مستحق ہو۔ کسی کی منت سماجت یا سفارش سے نہ رکھیں۔ کسی کی مدد کرنا اور اس کے لئے روزگار کا مہیا کرنا نفل ہے۔ مگر کسی کام پر اس کے لئے موزون اور اہل آدمی کو مقرر کرنا فرض ہے۔ اور اگر کوئی نفل کے لئے فرض کو ترک کر دے۔ تو یہ

بہت بڑا ظلم

ہے۔ مگر بعض اوقات ہوتا یہ ہے۔ کہ کسی کی مدد کے خیال سے اسے ایسے کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ جس کا وہ صحیح معنوں میں اہل نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے یہ اصول مقرر کیا تھا۔ کہ مبلغ صرف اسی کو رکھا جائے۔ جو مبلغین کلاس پاس شدہ ہو۔ جہاں تک

میری اپنی زندگی کا تعلق

ہے۔ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے خدا تعالےٰ کے فضل سے اہل آدمی کو کسی کام پر مقرر کرنے کے متعلق فرض میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ مجھے اس وجہ سے گالیاں بھی دی گئیں۔ بعض اوقات دوست دشمن بن گئے۔ مجھے اس وجہ سے بُرا بھلا بھی کہا گیا۔ مگر للہ الحمد کہ میں نے کبھی اس فرض کو ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی غلطی میں بھی کر سکتا ہوں۔ اور ممکن ہے میں نے بھی کبھی انتخاب میں غلطی کی ہو۔ مگر دیدہ دانستہ میں نے کبھی اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ

میرے مددگار اور نائب

بعض اوقات ایسا کر لیتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہ قاعدہ بنا دیا تھا۔ کہ مبلغین کلاس پاس شدہ ہی مبلغ رکھے جائیں۔ مگر کچھ عرصہ سے میں اس بات کو محسوس کر رہا ہوں۔ کہ ایک تو ہمارے یہ مبلغ دیہات میں کام کرنے کے قابل نہیں ہیں ان کی تعلیم اور قادیان کا شہری تمدن کو اختیار کر لینا ان مبلغین کے

دیہات میں تبلیغ

کرنے کے رستہ میں روک بن گیا ہے۔ یہ مبلغ بوجہ اس کے کہ قادیان ایک شہر بن چکا ہے دیہات میں جانے اور وہاں تبلیغ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ملک کی کثیر آبادی دیہات میں بستی ہے۔ دس فیصدی لوگ شہروں میں رہتے ہیں اور نوے فیصدی دیہات میں بستے ہیں۔ اور ہمارے ملک کا جو حصہ زیادہ ہے۔ اسے تبلیغ میں نظر انداز کر دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ پس ایک تو میں نے یہ نقص دیکھا کہ ہمارے مبلغین بوجہ شہری زندگی اختیار کر لینے کے

گاؤں میں جا کر تبلیغ

نہیں کر سکتے۔ دوسرا نقص مجھے یہ نظر آیا ہے۔ کہ ان مبلغین کا علمی مذاق اتنا اعلےٰ ہوتا ہے۔ کہ گاؤں کے لوگوں میں بیٹھ کر ان کی مرضی اور سمجھ کے مطابق یہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔ پھر ان مبلغین کو ہم جو گزارہ دیتے ہیں۔ اور دینا چاہیئے۔ اور ان کی تعلیم اور اخراجات کے لحاظ سے ان کو جو گزارہ دیا جاتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اسے برداشت کر کے زیادہ تعداد مبلغوں کی نہیں رکھی جا سکتی۔ اور لازماً مبلغین کی تعداد کم رکھنی پڑتی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ سال سے کوئی نیا مبلغ نہیں رکھا جا سکا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ مبلغین کو جو اخراجات دینے پڑتے ہیں۔ وہ اتنے زیادہ ہیں۔ کہ ان کی تعداد بڑھائی نہیں جا سکتی۔ وہ دراصل تو کم ہیں۔ مگر

سلسلہ کی مالی حالت کے لحاظ

سے ایسے ہیں۔ کہ ان کے ہوتے ہوئے زیادہ مبلغ رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دیہات کے لوگ تبلیغ اور مبلغوں سے استفادہ سے عام طور پر محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ دیہات کے لوگوں کو ہی مبلغوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہ کمی تعلیم کی وجہ سے بعض اوقات دشمن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دیہات کے لوگ جتھوں کی صورت میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے

دیہات کے احمدی

بھی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے تعلقات رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ شہروں میں اہلی زندگی بہت کمزور ہے۔ یہاں تک کہ اگر شہر میں کسی کا کوئی رشتہ دار آ جائے۔ تو بعض اوقات انہیں دھتکار دیا جاتا ہے مگر دیہات میں یہ حالت نہیں۔ وہاں رشتہ دار کو لوگ کھینچ کر بھی اپنے گھر لے جاتے اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ شہروں میں تو عام طور پر یہ حالت ہے کہ اگر کسی کا بھتیجہ یا بھاوج بھی آ جائے۔ چند دن اس کے ہاں رہے۔ تو اسے کہہ دیتے ہیں کہ جا کر اپنا انتظام کرو۔ مگر دیہات کی یہ حالت نہیں۔ اور خدا کرے۔ کہ کبھی ایسی حالت نہ ہو۔ دیہاتی عام طور پر مہمان نواز ہوتے ہیں۔ اور تکلیف کے وقت میں رشتہ داروں کی مدد کرتے ہیں۔ اور عام طور پر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اپنے قریب بلکہ

بعید کے رشتہ داروں کے بھی ذمہ وار

ہیں۔ کسی پر کوئی مشکل وقت آن پڑے۔ تو اس کے رشتہ دار اسے اپنے ہاں لے جاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ گو اس طرح انہیں کام میں مدد دینے والے ہاتھ بھی میسر آ جاتے ہیں۔ مگر ان کی نیت یہ نہیں ہوتی۔ کہ یہ کام میں ہماری مدد کریں۔ بلکہ نیت ان کی مدد کرنے کی ہوتی ہے۔ اس لئے دیہات کے احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے اثرات سے بچے نہیں رہ سکتے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کوئی احمدی فوت ہو جائے۔ تو اس کے غیر احمدی رشتہ دار اس کے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی ان کے ساتھ جانے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ اپنے

خاوند یا باپ کی زندگی میں

بھی ان کے ہاں آنے جانے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور ان کو یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ ہمیں ان کے پاس اس حالت میں نہ جانا چاہیئے۔ کہ ان کا اثر قبول کرنا پڑے میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور

غیر احمدی رشتہ داروں سے

تعلقات نہ رکھنے چاہئیں۔ بلکہ احمدی ہو کر آدمی کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ دیہات کے احمدی غیر احمدی رشتہ داروں کے اثر کو قبول کرنے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات کر لیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ زیادہ مستقل

تربیت کے محتاج

ہوتے ہیں۔ اور ہمارے موجودہ مبلغ نہ تو دیہات میں تبلیغ کے اہل ہیں۔ اور نہ دیہاتیوں کا مذاق رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی ہمارے مالی حالات ایسے ہیں۔ کہ ہم اتنے زیادہ مبلغ رکھ سکیں۔ کہ وہ دیہات میں جگہ جگہ تبلیغ کر سکیں؛

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ

دو قسم کے مبلغ

ہونے چاہئیں۔ ایک تو وہ جو بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں جا کر تبلیغ کر سکیں۔ لیکچر اور مناظرے وغیرہ کر سکیں اپنے ماتحت مبلغوں کے

کام کی نگرانی

کر سکیں۔ اور ایک ان سے چھوٹے درجہ کے مبلغ دیہات میں تبلیغ کے لئے ہوں۔ جیسے دیہات کے پرائمری سکولوں کے مدرس ہوتے ہیں۔ ایسے مبلغ دیہات کے لوگوں میں سے ہی لئے جائیں۔ ایک سال تک ان کو تعلیم دے کر

موٹے موٹے مسائل سے آگاہ

کر دیا جائے۔ اور پھر ان کو دیہات میں پھیلا دیا جائے۔ اور جس طرح پرائمری مدرس اپنے ارد گرد کے دیہات میں تعلیم کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ کے ذمہ وار ہوں۔ پرائمری مدرسوں کی تنخواہ ۱۵ ۔ ۲۰ روپیہ ماہوار ہوتی ہے

اور اتنی تنخواہ ہم ان مبلغوں کو دیں گے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ایسے مدرس پنجاب میں ۱۵ ، ۲۰ ہزار ہونگے اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایسے ہی درجہ اور اتنی ہی تعلیم کے نوجوانوں کو دینی مسائل سکھا کر ہم انہیں تبلیغ کے لئے مقرر نہ کریں۔ انہیں ایک سال میں موٹے موٹے دینی مسائل مثلاً نکاح نماز روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ جنازہ وغیرہ کے متعلق احکام سکھا دیئے جائیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا دیا جائے کچھ احادیث پڑھائی جائیں سلسلہ کے ضروری مسائل پر نوٹ لکھا دیئے جائیں تعلیم و تربیت کے متعلق ان کو ضروری ہدایات دی جائیں۔ اور انہیں سمجھا دیا جائے۔ کہ بچوں کو کس قسم کے اخلاق سکھانے چاہئیں۔ اور اس غرض سے انہیں ایک دو ماہ

خدام الاحمدیہ میں کام کرنے کا موقعہ بہم پہونچایا

جائے۔ اور یہ سارا کورس ایک سال یا سوا سال میں ختم کرا کے انہیں دیہات میں پھیلا دیا جائے۔ ایک ایک ضلع میں دو دو تین تین مقرر رکھے جائیں جہاں زیادہ احمدی ہوں وہاں کچھ زیادہ اور جہاں کم ہوں کم رکھے جائیں۔ اور ہر ایک کو ارد گرد کے پندرہ بیس دیہات میں تبلیغ کا کام سپرد کر دیا جائے۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایسے نوجوان تبلیغ کرنے کے لئے جوش رکھتے ہوں جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس قسم کے

۱۵ ، ۲۰ ہزار آدمی

محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ اور اگر وہ تعلیم کے لئے ایسا کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے درجہ کے احمدی نوجوان تبلیغ کی خاطر اپنی زندگیاں وقف نہ کریں۔ اگر وہ اتنی تنخواہ پر تعلیم کا کام کر سکتے ہیں۔ تو احمدی نوجوان اسی تنخواہ پر تبلیغ کا کام کیوں نہیں کر سکتے ؟

پس میں

جماعت کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ اس سکیم کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے۔ اور اپنے اپنے ہاں کے ایسے نوجوانوں کے جو پرائمری یا مڈل پاس ہوں۔ اور لوئر پرائمری کے مدرسوں جتنا ہی گزارہ لے کر تبلیغ کا کام کرنے پر تیار ہوں۔ ان کے نام فوراً بھجوا دیں تا ان کے لئے

تعلیم کا کورس

مقرر کر کے انہیں تبلیغ کے لئے تیار کیا جا سکے اور پھر مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا جا سکے ممکن ہے اس تجویز پر غور کر کے سال سے کچھ زیادہ کا کورس مقرر کیا جا سکے۔ اور کچھ طب بھی ان کو سکھا دی جائے۔ تا وہ تبلیغ بھی کریں۔ اور طب بھی۔

اس تجویز کے ماتحت پہلے تو تھوڑے آدمی لئے جائیں گے۔ جنگ کا زمانہ ہے۔ اور گرانی بہت ہے ابھی انجمن پچھلا قرض بھی پورا اتار نہیں سکی۔ گو بہت سا حصہ اتارا جا چکا ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے۔ کہ پہلے صرف

۱۵ - ۲۰ آدمی

ہی لئے جائیں۔ اور تین چار اضلاع میں تجربۃً کام شروع کیا جائے۔ ہر تحصیل میں ایک ایک مبلغ مقرر کیا جائے۔ اور اس طرح تجربہ کیا جائے۔ کہ ان کے اثر کے نیچے کس طرح جماعت ترقی کرتی ہے۔ پس آج کے خطبہ کے ذریعہ میں تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اپنے اپنے ہاں کے ایسے نوجوان کو جن کی تعلیم معمولی ہو۔ صرف پرائمری پاس یا مڈل پاس یا مڈل فیل ہی ہوں۔ اور بجائے کوئی اور کام کرنے کے جس میں انہیں اتنا ہی گزارہ مل سکے گا جتنا ہم دیں گے۔ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے پر آمادہ ہوں۔ ان کے نام ارسال کریں۔ ایسے نوجوانوں کو ہم اتنا ہی گزارہ دیں گے۔ جتنا وہ کسی دوسری جگہ کما سکتے ہیں۔ اور جتنا ان کی قابلیت اور تعلیم کے دوسرے لوگ لے رہے ہیں۔ اور تبلیغ کا ثواب ان کو الگ ہوگا۔ گویا وہ

ہم خرما و ہم ثواب

کے مصداق ہوں گے۔ خرمے کے خرمے کھا سکیں گے اور ثواب الگ ہوگا۔ ایسے نوجوان اگر محکمہ تعلیم میں مدرس مقرر ہوں۔ تو زیادہ سے زیادہ ۱۵ ، ۲۰ روپے سے شروع کر کے ترقی کرتے کرتے ۲۵ ، ۳۰ تک تنخواہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر سلسلہ کی خدمت میں بھی ان کو اتنی تنخواہ مل سکے۔ اور

تبلیغ کا ثواب

علیحدہ ملے تو ان کو کیا گھاٹا ہے۔ اس جہان کا سکھ بھی ان کو حاصل ہوگا۔ اور اگلے جہان کا بھی اور اس سے زیادہ بابرکت کام ان کے لئے اور کونسا ہو سکتا ہے۔ ہزاروں لوگ جن کو ان کے ذریعہ تبلیغ ہوگی۔ ان کا ثواب ان کو ملے گا۔ اور جو ان کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ ان کا ثواب بھی ان کو ملے گا۔ جتنے لوگ ان کی وجہ سے تقویٰ میں ترقی کریں گے۔ اور جتنے لوگوں میں ان کی وجہ سے احمدیت کی روح ترقی کرے گی۔

ان سب کی نیکیاں ان کے نام

بھی لکھی جائیں گی۔ پس ان کے لئے یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔ وہ دنیا کے لحاظ سے تو جہاں بھی جائیں اتنا ہی کما سکیں گے۔ جو ان کو سلسلہ کی طرف سے ملے گا۔ اور ثواب الگ ہوگا۔ آخر ایک پرائمری پاس یا مڈل تک تعلیم رکھنے والے نوجوان کو کوئی ڈپٹی کمشنر یا تحصیلدار۔ یا نائب تحصیلدار تو بنا نہیں دے گا۔ ان کی کامیابی تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتی ہے کہ کسی پرائمری سکول میں مدرس ہو جائیں۔ پہلے ایسے لوگ پٹواری بھی ہو سکتے تھے۔ مگر اب تو کسی مڈل پاس کو بڑی سفارش سے پٹواری لے لیا جائے۔ تو شاید لے لیا جائے۔ ورنہ انٹرنس پاس کو لیا جاتا ہے۔ اور پٹواریوں کی تنخواہ بھی زیادہ سے زیادہ ۲۵ ، ۳۰ ہی ہوتی ہے۔ اور جب لوگ دنیا کے لئے ایسے کام کرتے ہیں۔ اور اتنی تنخواہ لیتے ہیں۔ تو دینی کام میں کیوں ایسا نہیں ہو سکتا۔ پس جو نوجوان اتنی تعلیم رکھتے ہوں۔ اور جن کے سامنے دنیوی لحاظ سے کوئی بڑی نوکری نہ ہو۔ وہ

تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف

کر دیں۔ پہلے اپنے اخلاق درست کریں۔ تعلیم حاصل کریں۔ اور پھر دوسروں کو فائدہ پہونچائیں۔ ان کی تعلیم اور قابلیت کے لوگوں کو جو سرکاری کام مل سکتے ہیں۔ وہ تو دوسری قوموں کے لوگ بھی کر سکتے ہیں۔ ہندو سکھ غیر احمدی سب پرائمری مدرس اور پٹواری وغیرہ ہو سکتے ہیں مگر تبلیغ کا کام صرف احمدی ہی کر سکتے ہیں۔

پس میں

جماعتوں اور عہدیداروں کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ میرا یہ خطبہ سنا کر تحریک کریں۔ کہ ایسے نوجوان جو اس درجہ اور اس قابلیت کے ہوں۔ اور تیار ہوں۔ کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ ان کے نام ارسال کریں۔ ہاں یہ مدنظر رہے۔ کہ وہ دیندار۔ نمازوں میں باقاعدہ اور دین میں ترقی کرنے کے خواہشمند ہوں۔ لڑاکے نہ ہوں۔ جھوٹ سے کلی طور پر بچنے والے ہوں۔ دیانت دار ہوں۔ اور محنتی بھی۔ انہیں ایسی دینی تعلیم دے کر جو دیہات میں کام آسکتی ہو۔ اور کچھ طب بھی سکھا کر باہر بھیجا جائے گا اور اس طرح وہ

پریکٹس کر کے اپنی آمد

بھی بڑھا سکیں گے۔ اگر یہ دونوں قسم کے مبلغ ہوں ایک ایسے جیسے پرائمری سکولوں کے مدرس ہوتے ہیں اور دوسرے ایسے جیسے کالجوں اور سکولوں کے ہوتے ہیں۔ تو تبلیغ کا کام بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے بڑے مبلغ دورے کر کے ان کے کام کی نگرانی کریں گے بڑے بڑے شہروں میں لیکچر دیں گے۔ اور تبلیغ کریں گے۔ کتابیں لکھیں گے۔ اور

دیہات میں دیہاتی مبلّغ

ہی کام کریں گے۔ کیونکہ دیہاتیوں کے لئے وہی زیادہ مؤثر باتیں کر سکتے ہیں۔ وہ اگر کسی جگہ جائیں۔ تو یہ امید نہیں رکھتے۔ کہ ہمارے لئے بہت زیادہ صاف ستھرے برتن لائے جائیں عمدہ دسترخوان بچھایا جائے۔ بلکہ جیسے برتن وغیرہ زمینداروں کے ہاں ہوتے ہیں۔ ان میں بے تکلفی سے کھا سکتے ہیں۔ اور بالکل ان جیسے ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے دیہاتی ان کی باتوں کو زیادہ اچھی طرح سن سکتے ہیں۔ شہری لوگوں کا مذاق اور ہوتا ہے۔ اور وہ

گاؤں والوں کی تسلی کا موجب

نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے۔ کہ انشاء اللہ یہ طریق بہت مفید ہوگا۔ مگر ضرورت ہے۔ کہ اسے جلد از جلد شروع کیا جائے۔ جتنی جلدی ایسے نوجوان میسر آسکیں۔ اتنی ہی جلدی ان کی تعلیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ سر دست میرا ارادہ ہے۔ کہ ضلع گورداسپور میں تو مقامی تبلیغ کے شعبہ کے ماتحت کام ہو ہی رہا ہے۔ اس سکیم کے ماتحت گجرات ۔ سرگودہا ۔ سیالکوٹ ۔ اور گوجرانوالہ کے اضلاع میں کام شروع کیا جائے۔ ان علاقوں میں جماعتیں زیادہ ہیں۔ پہلے ان اضلاع کے لئے ایسے مبلغوں کا انتظام کیا جائے اور پھر سارے پنجاب اور دوسرے صوبوں میں پھیلا دیا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے طریق اختیار کرنے کی توفیق دے کہ جلد سے جلد اس کی تبلیغ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائے

آمین ؎

مصلح موعود کی پیشگوئی پر ایک اعتراض کا جواب

کچھ عرصہ ہوا مولوی ثناء اللہ صاحب نے مصلح موعود کی پیشگوئی پر ایک اعتراض کیا تھا ممکن ہے وہ کسی اور کے دل میں بھی پیدا ہو اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب کلاں اپنے مشہور آسمانی نکاح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳)

بالآخر لکھتے ہیں:۔ "چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے مسیح موعود کی یہ علامت مقرر فرمائی ہوئی ہے کہ وہ (مسیح موعود) اعجازی نکاح کرے گا۔ اور اس سے اولاد پیدا ہوگی۔ بقول تمہارے مصلح موعود ہوگی۔ چونکہ مرزا صاحب کا اعجازی نکاح نہیں ہوا۔ اور نہ اس سے لڑکا پیدا ہوا۔ نتیجہ صاف ہے۔ کہ نہ مرزا صاحب کلاں مسیح موعود تھے۔ نہ مرزا خورد مصلح موعود۔" (اہلحدیث ۲ نومبر ۱۹۴۲ء)

مولوی صاحب نے ہماری طرف یہ امر منسوب کیا ہے۔ کہ مصلح موعود کو بقول ہمارے اس تیسرے نکاح سے پیدا ہونا چاہیئے جس کا ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ میں ذکر ہے حالانکہ یہ بات کبھی بھی ہماری جماعت کے کسی فرد نے نہیں کہی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی زیر بحث نکاح کی اولاد کو کبھی مصلح موعود قرار نہیں دیا۔ مولوی صاحب اپنے اس قول کی صداقت کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تو وہم و گمان میں بھی یہ امر نہ تھا۔ کہ مصلح موعود تیسرے نکاح کی اولاد ہوگا چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیش کردہ حوالہ سے آگے۔ انجام آتھم کے ہی صفحہ ۵۴ پر مسیح سے مشابہت رکھنے والی اولاد کو اپنی دوسری زوجہ سے پیدا شدہ قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں

"پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی"

اس تحریر سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کا صاف اعلان فرما رہے ہیں۔ کہ مسیح سے مشابہت رکھنے والی مبارک اولاد آپ کو دوسری بیوی سے دی جا چکی ہے۔ اور مصلح موعود والی پیشگوئی سے ظاہر ہے۔ کہ اس میں اس موعود کو ہی مسیحی نفس قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

پس ضمیمہ انجام آتھم میں اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب خود تعیین فرما دی کہ مسیح سے مشابہت رکھنے والی جو اولاد ہے۔ وہ آپ کی زوجہ ثانی سے دی گئی ہے۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کا انجام آتھم صفحہ ۵۳ سے خلاف منشائے متکلم یہ مفہوم لینا کہ اس جگہ ذکر کردہ نکاح کی اولاد سے مصلح موعود ہوگا۔ اور پھر اس مفہوم کو ہمارا مسلمہ قرار دینا صریح زیادتی ہے۔

پھر اس سے بڑھ کر واضح اور روشن ثبوت اس بات کا کہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ مذکور نکاح کی اولاد سے مصلح موعود کا پیدا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ یہ ہے کہ آپ ضمیمہ آتھم کے صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں:۔

"محمود جو میرا لڑکا ہے۔ اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے۔ جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا"

حضرت مسیح موعود نے سبز اشتہار کے موعود محمود کو اس اشتہار میں مصلح موعود قرار دیا ہے اور جب اس کے بعد انجام آتھم صفحہ ۱۵ پر اس پیشگوئی کا مصداق آپ نے اپنے بڑے لڑکے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو قرار دیدیا ہے تو اب آگے چل کر صفحہ ۵۳ پر آپ یتزوج ویولد لہ والی پیشگوئی کو ایک تیسرے نکاح کے متعلق قرار دیتے ہوئے کیونکر اس کی اولاد میں مصلح موعود کا انتظار فرما سکتے تھے۔

یہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی دھوکہ دہی ہے کہ وہ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۴ کو بھی اپنے قارئین سے مخفی رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح اس کے صفحہ ۱۵ کو بھی۔ اور محض صفحہ ۵۳ کے چند فقرات پیش کر کے اس سے خلاف منشائے متکلم اور خلاف اقوال جماعت احمدیہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ مصلح موعود کو اس تیسرے نکاح سے پیدا ہونا چاہیئے تھا۔ اور جب یہ نکاح نہ ہوا۔ تو مصلح موعود بھی پیدا نہ ہوا۔

پھر انجام آتھم کے بعد سراج منیر اور تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبز اشتہار کی اس پیشگوئی کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پر ہی چسپاں فرمایا ہے چنانچہ حضور سراج منیر صفحہ ۳۱ میں فرماتے ہیں:۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔ کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں۔ اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں ۹ نو سالہ میعاد کے اندر جو مصلح موعود کے متعلق میعاد از روئے الہام بتائی گئی تھی ملاحظہ ہو اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ناقل) پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔

اسی طرح تریاق القلوب صفحہ ۴۲ اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷ وغیرہ پر سبز اشتہار کی اس پیشگوئی کا مصداق آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ کو ہی قرار دیا ہے۔ پس جب ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ لکھنے سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی آپ ہمیشہ سبز اشتہار کی پیشگوئی کو جو مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی ہے اپنے بڑے لڑکے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ پر چسپاں کرتے رہے۔ تو کون عقلمند یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۳ پر آپ اس موعود کے کسی تیسرے نکاح سے پیدا ہونے کا انتظار کرنے لگیں۔ سراج منیر کے صفحہ ۳۱ کے حاشیہ پر حضور فرماتے ہیں:۔ "ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو!"

اب مولوی ثناء اللہ صاحب ذرا سبز اشتہار ملاحظہ کر کے دیکھیں۔ کہ اس جگہ بشیر اول کے بعد بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا الہام الٰہی میں ذکر جس لڑکے کے متعلق ہے۔ اسے ہی از روئے الہامی تفہیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسرا سعید لڑکا قرار دے کر اس کے نام مصلح موعود، فضل۔ اور فضل عمر بتائے ہیں۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونیوالے لڑکے سے تعلق رکھنے والی پیشگوئی کا مصداق صاف طور پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ کو تسلیم کر لیا ہے۔ تو ایسی تعیین کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کی یہ نکتہ چینی سراسر بیجا ہے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود نے حدیث یتزوج ویولد لہ کو تیسرے نکاح اور اس کی اولاد چسپاں کر دیا ہے۔ تو پھر ہمیں کیا حق ہے کہ ہم اس پیشگوئی کو دوسرے نکاح کے متعلق قرار دیں۔ اور دوسرے نکاح سے مصلح موعود کے پیدا ہونیکا استدلال کریں۔ سو اس سوال کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس پیشگوئی کا اپنی زوجہ ثانی اور انکی اولاد کو مصداق قرار دیدیا ہوا ہے۔ اور آئینہ کمالات اسلام میں آپ اس پیشگوئی کو مصلح موعود کے وعدہ کے متعلق بھی منشیر قرار دے چکے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے امتحان میں ہر خادم کو شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کو مصلح موعود کے متعلق بھی قرار دے چکے ہیں۔ اور اپنی دوسری زوجہ اور اُن کی اولاد پر چسپاں فرما چکے ہیں۔ بلکہ صاف طور پر یہ بتا چکے ہیں۔ کہ مسیح سے مشابہت رکھنے والی اولاد آپ کی دوسری بیوی سے پیدا ہو چکی ہے۔ تو ہمیں یہ حق حاصل ہے۔ کہ ہم اس حدیث سے یہ استنباط کریں۔ کہ اس سے مصلح موعود کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی فرزند ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اسے آپ کی زوجہ ثانی سے پیدا ہونا چاہیئے۔

دیکھیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اربعین ۲ ص ۳۶ کے الہام "اذکر نعمتی رائت خدیجتی" کے متعلق حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ حصہ الہام کا جس میں کئی برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ یعنی مجھے بشارت دی گئی تھی۔ کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہو گی۔ اور اس میں سے اولاد ہو گی۔ تا پیشگوئی حدیث یتزوج و یولد له پوری ہو جائے۔"

پس مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر اپنے حرم ثانی اور ان کی اولاد کو حدیث یتزوج و یولد له کا مصداق قرار دیا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اس حدیث کو ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ پر آپ نے محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق بھی پیشگوئی قرار دیا ہے۔ مگر یہ صرف ایک اجتہادی امر تھا۔ جس کی واقعات نے تصدیق نہیں کی۔ اور یہ امر منافی نبوت نہیں۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی میں ہمیں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک اجتہاد کیا۔ مگر واقعات نے اس کی تصدیق نہ کی۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کو اپنا اہل سمجھا۔ مگر وہ غرق ہو گیا۔ اور واقعات نے اسکے آپ کا اہل ہونے کی تصدیق نہ کی۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک رؤیا کی بنا پر یہ اجتہاد فرمایا۔ کہ آپ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ لیکن واقعات نے ثابت کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مراد اس رؤیا سے یہ تھی۔ کہ آپ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث یتزوج و یولد له کی پیشگوئی کو اپنی دو بیویوں کے متعلق قرار دیا۔ مگر واقعات اور خدا کی فعلی شہادت نے ایک کی تصدیق فرمائی۔ جس کے بطن مبارک سے وہ لڑکا بھی پیدا ہوا جس نے مصلح موعود بننا تھا۔ اور جو آج خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کی خلافت ثانیہ کے منصب پر فائز ہو کر فضل عمر والی پیشگوئی کو بھی جو مصلح موعود سے متعلق تھی پورا کر کے خدا کی فعلی شہادت سے اپنا مصلح موعود ہونا ثابت کر رہا ہے۔

خاکسار قاضی محمد نذیر لائل پوری مبلغ سلسلہ احمدیہ

ہم خرما و ہم ثواب

"امانت فنڈ تحریک جدید" میں روپیہ جمع کرنے کے متعلق جو پابندیاں تھیں۔ وہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ کی تقریر میں ہٹا دی ہیں۔ اب اس فنڈ میں امانت جمع کرنے کے لئے کوئی قید نہیں۔ بلکہ جس طرح ذاتی امانت میں روپیہ جمع کر کے جب چاہے واپس لے سکتا ہے۔ اسی طرح "امانت فنڈ تحریک جدید" میں جمع کرنے والا لے سکتا ہے۔ مگر تحریک جدید کے امانت فنڈ میں روپیہ امانت رکھنے سے ایک ثواب بھی ہوگا کیونکہ اس امانت کا روپیہ کا ایک حصہ سلسلہ کے دینی کاموں میں صرف کیا جاتا ہے۔ جس سے امانت رکھنے والے کو ثواب بھی ہوتا ہے۔ اور روپیہ بھی محفوظ۔

پھر جب روپیہ واپس کیا جاتا ہے تو اخراجات ڈاک دفتر "امانت تحریک جدید" اپنے پاس سے لگاتا ہے۔ امانت دار کی رقم سے کچھ نہیں لیا جاتا۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو اپنا روپیہ "امانت تحریک جدید" کی مد میں داخل کرنا چاہیئے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

حلقہ ٹراونکور و مالابار۔ مولوی عبداللہ صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ احمدیہ نے ۸ تا ۱۴ر جنوری۔ دو سو میل کا سفر کر کے آلیپی اور کالیکٹ کا دورہ کیا۔ ایک تقریر کی۔ ۵۰ افراد کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی اور جماعت کی تربیت کا کام کیا۔

حلقہ جالندھر و ہوشیار پور۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ سلسلہ نے ۱۰ تا ۲۲ر جنوری ۴۴ میل سفر کر کے دس مقامات کا دورہ کیا ہے۔ اور ۱۸۲ افراد کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ چھ تربیتی درس دئے۔ گیانی واحد حسین صاحب نے ۷ مقامات کا دورہ کیا۔ اور تین لیکچر دیئے۔

گھوڑیواہ بگول۔ مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نے ۵ تا ۲۴ر جنوری ایک تقریر کی۔ اور سات افراد کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔

حلقہ لائل پور مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ ۸ تا ۱۶ر جنوری جماعت لائلپور کو تبلیغ میں سرگرم کرنے کی کوشش میں مصروف رہے۔ اور جماعت کے گروپ بنا کر اُن سے تبلیغ کروائی اور لٹریچر تقسیم کرایا۔

حلقہ سانڈھن۔ مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ ۶ تا ۱۴ر جنوری بچوں کو سبق دیتے رہے خطبہ جمعہ پڑھا۔ چار درس دیئے۔ ۲۰ افراد کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔

انبالہ شہر۔ کرامت اللہ صاحب سکرٹری تبلیغ نے شہر کے مختلف محلوں میں احباب سے فرداً فرداً تبلیغ کروائی۔

کلکتہ۔ سکرٹری صاحب تبلیغ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۱۰ر جنوری کو شہر اور مضافات میں تبلیغ کے لئے خاص جلسہ کیا گیا۔ ۸ جنوری کو وائی ایم سی ہال میں برہمو سماج کے ایک جلسہ میں مولوی دولت احمد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل نے سماج کی دعوت پر تقریر کی اور اپنی تقریر میں کہا۔ کہ احمدی ہونے کی حیثیت سے وہ اس میں خوشی محسوس کرتے ہیں کہ جناب کیشو چندر سین نے توحید اور انسانی مساوات کی تحریک کی ہے۔ اور عورتوں کی حیثیت کو بلند کرنے کی تلقین کی ہے۔ یہ خوبیاں انہوں نے اسلام سے لی ہیں اور آج دنیا کو ان اصولوں کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ انہی اصولوں کی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

دہلی ۲ر فروری۔ انڈین کمانڈ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ برطانی طیاروں نے مایو کے جزیرہ نما اور اکیاب کے جزیروں پر حملے کئے۔ اور دشمن کے ٹھکانوں کو کافی نقصان پہنچایا۔ سب طیارے واپس آگئے۔ کل دشمن نے برطانی علاقہ پر کوئی سرگرمی نہیں دکھائی۔

قاہرہ ۲ر فروری۔ شمالی افریقہ میں زوارا سے مغرب کی طرف دونوں طرف کی توپوں نے سرگرمی دکھائی ہوائی سرگرمیاں معمولی رہیں۔ کنارے کے پاس اتحادی طیاروں نے دشمن کے چھوٹے چھوٹے جہازوں پر حملے کئے۔

قاہرہ ۲ر فروری۔ مسٹر چرچل نے ایک بیان میں کہا کہ رومیل لیبیا سے بھاگ کر اب یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ ٹیونیشیا کو اتحادیوں سے خالی کرا سکتا ہے۔ اگلے چند مہینوں یا چند ہفتوں میں افریقہ میں سخت لڑائیاں ہونگی۔ مجھے کامل یقین ہے کہ نتیجہ ہمارے حق میں ہوگا۔ اور ایک ایک جرمن اور اطالوی کو یہاں سے نکالدیا جائیگا۔

ماسکو ۲ر فروری۔ روسی فوجیں اس لائن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں جو سالسک سے روسٹوف کو جاتی ہے اور اب روسٹوف سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ایک اہم ریلوے سٹیشن پر قابض ہو چکی ہیں۔ ڈان کی گھاٹی میں انہوں نے اس ریلوے لائن کو کاٹ دیا ہے۔ جو خارکوف سے ٹاگن راگ کو جاتی ہے۔

کلکتہ ۲ر فروری۔ آج جب ترک اخبار نویسوں کا وفد یہاں پہنچا۔ تو مسٹر چرچل اور پریذیڈنٹ انونو کی ملاقات کا حال سنکر بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سے برطانیہ اور ترکی کی دوستی پکی ہوگئی ہے۔

لاہور ۲ر فروری۔ آج مسٹر روزویلٹ کے نمائندہ مسٹر فلپس یہاں پہنچے۔ گورنر کے سکرٹری نے انکا استقبال کیا۔ آپ نے ایک پریس کانفرنس میں پنجاب کی جنگی سرگرمیوں کی بہت تعریف کی۔ اور سر سکندر حیات کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔

بمبئی ۲ر فروری۔ آج مہاراجہ صاحب بیکانیر یہاں اپنے محل میں فوت ہوگئے۔

لنڈن ۲ر فروری۔ جون سنہ ۱۹۴۲ء میں جرمنوں نے طبرق میں دس مرہٹہ سپاہی پکڑ لئے تھے۔ جو اب واپس اپنی فوج میں آملے ہیں۔ انہیں پہلے ٹیونیشیا میں قید رکھا گیا تھا۔ پھر زووارا کی بندرگاہ پر انہیں کام پر لگایا گیا تھا۔ جہاں سے وہ بھاگ نکلے۔ اور ایک برطانی گشتی دستہ انہیں اپنے ساتھ لے آیا۔

دہلی ۲ر فروری۔ آج ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جن علاقوں میں ہوائی حملوں کا خطرہ نہیں رہا۔ وہاں حکومت ہند کا سول ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ اے۔آر۔پی کے خرچ کو کم کرنا چاہتا ہے۔

لاہور ۲ر فروری۔ مسٹر ولیم فلپس نے آج ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ امریکن لوگ ہندوستان اور ہندوستانیوں سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اب یہ دلچسپی اور بھی بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ امریکن سپاہی بھی یہاں موجود ہیں۔ امریکن لوگ یہاں کے حالات کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے میں یہاں آیا ہوں۔ میں اپنے سفر کی رپورٹ مسٹر روزویلٹ کے پیش کرونگا۔

لنڈن ۱ر فروری۔ جنوب مغربی بحرالکاہل کے متعلق ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ دوشنبہ کی رات کو رباؤل کی بندرگاہ پر اتحادی طیاروں نے زوردار حملہ کیا۔ بہت سے جہازوں کو برباد کر دیا گیا۔ تیل کی ٹینکیوں کو بھی آگ لگ گئی۔

دہلی ۲ر فروری۔ انڈین کمانڈ کے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ آسام کے محاذ پر ٹانگو کے علاقہ میں چند دن کی پہاڑیوں میں ہمارے گشتی دستے سرگرمی دکھاتے رہے۔ اراکان کے علاقہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

دہلی ۲ر فروری۔ ایک سرکاری اعلان میں وائسرائے ہند نے مہاراجہ بیکانیر کی وفات پر اظہار افسوس کیا ہے۔ مہاراجہ صاحب ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ اور اب ۶۲ سال کے تھے۔ آپ گذشتہ جنگ میں میرٹھ ڈویژن کے ساتھ فرانس گئے تھے۔ اس جنگ میں بھی آپ نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ اور سب سے پہلے مڈل ایسٹ گئے تھے۔ لاش بذریعہ ہوائی جہاز بیکانیر لے جائی گئی۔ آپ چیمبر آف پرنسز کے پہلے چانسلر تھے۔

لنڈن ۲ر فروری۔ مسٹر چرچل اور ترک مدبرین میں جو ملاقات ہوئی ہے۔ اس کے بارہ میں ملک معظم اور پریذیڈنٹ ترکی کے مابین پیغاموں کا تبادلہ ہوا ہے مسٹر چرچل ترکی جانے کے بعد سائپرس بھی گئے تھے۔

ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ دو روز کی بات چیت میں اس امر پر پورا سمجھوتہ ہوگیا۔ کہ ترکی کو اپنے ملک کے بچاؤ کے لئے امریکہ اور برطانیہ کیا مدد دینگے۔

اس ملاقات کی پوری پوری رپورٹ مسٹر روزویلٹ اور موسیو سٹالین کو بھیجدی گئی۔ ترکی اور برطانیہ میں ۱۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء کو ایک دوستانہ معاہدہ ہوا تھا جس کو دونوں نے پوری طرح نبھایا ہے۔

لنڈن ۲ر فروری۔ مراکو ریڈیو کا بیان ہے کہ ٹیونیشیا کے جنوبی علاقہ میں امریکن دستوں نے میکناسی اور گسبہ کے درمیان ایک اہم مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔

سفاکس سے پچاس میل شمال مغرب میں امریکن اور فرانسیسی دستے دشمن پر سخت حملے کر رہے ہیں۔ اتوار کی رات کو سسلی کے پاس دشمن کے ایک جہازی قافلہ پر تارپیڈو چلائے گئے۔ ایک جہاز کو نقصان پہنچایا گیا۔ یونٹ ڈوفہس کے علاقہ میں دشمن نے کچھ کامیابی حاصل کی تھی۔ مگر اتحادیوں نے جوابی حملہ کر کے اپنی پوزیشن کو واپس لے لیا۔

ماسکو یکم فروری۔ روس میں جرمنوں کی نازک حالت کا اس سے پختہ ثبوت بہم پہنچتا ہے کہ حالی ہی میں جرمن ہائی کمانڈ نے مغربی یورپ سے ۱۹ جرمن پیادہ ڈویژن اور تین ٹینک ڈویژن مشرقی محاذ جنگ کیطرف نہایت تیزی سے روانہ کئے ہیں۔ ان میں سے گیارہ ڈویژن تو فرانس۔ بلجیم اور ناروے سے اور باقیماندہ جرمنی سے لائے گئے ہیں۔ ابھی اور ۹ ڈویژن محاذ جنگ کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔

لنڈن یکم فروری۔ فیلڈ مارشل رومیل کو اب بحیرۂ روم کے محاذ کے سینئر کمانڈر فیلڈ مارشل روفنشٹیٹ کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ جس نے ایک تازہ حکم رومیل کو بھیجا ہے کہ وہ اور نہرنگ دونوں برطانیہ کی آٹھویں فوج اور تونسیہ میں پہلی برطانی اور امریکن فوج کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ تاکہ اس دوران میں یورپ میں مدافعت کے مورچے مضبوط بنا لئے جائیں۔

لاہور یکم فروری۔ میجر خضر حیات کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ وہ سر سکندر حیات کے لڑکے میجر شوکت حیات کو چھٹا وزیر بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فوجی افسروں کو لکھا کہ وہ شوکت حیات کو فوجی عہدے سے مستعفی ہونے کی اجازت دے دیں۔ اب سنا گیا ہے کہ فوجی افسروں نے اجازت دے دی ہے مگر اب خود یونینسٹ پارٹی میں نئی الجھن پیدا ہوگئی ہے۔

لنڈن یکم فروری۔ آج دوپہر کو الجیریا کے ریڈیو پر اعلان کیا گیا کہ محوریوں کے ۹ چھاتہ بردار سپاہیوں کو جو شہری باشندوں کے لباس میں اتحادی لائنوں کے پیچھے اتر پڑے تھے۔ سزائے موت دے دی گئی ہے۔ جن مقامی لوگوں نے ان کی مدد کی تھی۔ ان کو مار ڈالا گیا ہے۔ انہیں جاسوسی کرنے کی غرض سے اتارا گیا تھا۔ ان میں تین جرمن۔ تین فرانسیسی اور تین دیسی باشندے تھے۔

لائلپور ۳۱ر جنوری۔ کنٹرول ہٹ جانے کے بعد گندم کی قیمت میں بھاری اضافہ ہوگیا ہے۔ ان دنوں مارکیٹ کا بھاؤ ۱۲ روپے ۵ آنے فی من ہے۔

دہلی یکم فروری۔ برما کے مختلف شہروں سے خوراک کی کمی اور اس سے پیدا شدہ پریشانی کی خبریں آرہی ہیں کیونکہ دیہات میں جو خوراک پیدا ہوتی ہے۔ اسے یا تو جاپانی فوج کے لئے لے لیا جاتا ہے۔ اور اگر کچھ بچتا ہے تو ریلوے سروس اتنی ناکافی ہے کہ پورا کام نہیں کر سکتی برطانی بمباری کی وجہ سے بھی ریلوے ٹرینیں بہت کم چلتی ہیں۔

لنڈن ۳ر فروری۔ سالومن کے جزائر میں جاپانیوں کے ساتھ زبردست بحری اور ہوائی لڑائی ہو رہی ہے۔ جسمیں فریقین کو نقصان پہنچا ہے۔ جسکی تفاصیل بیان کرنا ابھی مناسب نہیں۔ ٹوکیو کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی گوڈال کنار سے سو میل جنوب کی طرف ہو رہی ہے۔

ماسکو ۳ر فروری۔ سٹالین گراڈ کی لڑائی کے ختم ہونیکا اعلان ہوگیا ہے۔ یہاں دشمن کی سب فوج کا صفایا کر دیا گیا ہے شمالی علاقہ میں دشمن نے کچھ قدم جما رکھے تھے۔ مگر اب ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ گیارھویں جرمن کور کا کمانڈر اور اس کے بہت سے بڑے بڑے افسر پکڑے گئے ہیں۔ ۱۰ر جنوری سے اب تک یہاں ۲۴ جرمن جنرل اور اڑھائی ہزار بڑے بڑے افسر پکڑے گئے ہیں۔ پچھلے تین دنوں میں اس علاقہ کے جرمن قیدیوں کی تعداد ۴۵ ہزار سے بڑھ کر ۹۱ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ بہت سا سامان روسیوں کے ہاتھ آیا ہے ۱۰ر جنوری سے اب تک ۷۶۰ ہوائی جہاز ڈیڑھ ہزار ٹینک سات ہزار توپیں اور ۶۱ ہزار لاریاں روسیوں کے قبضہ میں آئی ہیں۔ شمال مغربی کاکیشیا میں دو لاکھ جرمن ایسی بری طرح گھرے ہوئے ہیں کہ ان کا بھی وہی حشر ہونیوالا ہے۔ جو سٹالین گراڈ میں ہوا۔ موسیو سٹالین نے اپنی فوجوں کو سٹالنگراڈ پر قبضہ کی مبارکباد دی ہے۔ ڈان کے نچلے علاقہ میں جرمنوں نے خندقیں کھود رکھی ہیں۔ یہاں ان پر بازوؤں سے حملہ کیا جا رہا ہے۔

لنڈن ۳ر فروری۔ دو سو سے زیادہ برطانی طیاروں نے بلجیم اور شمالی فرانس میں ریلوے یارڈوں پر حملہ کیا۔ اور بہت نقصان پہنچایا۔

قاہرہ ۲ر فروری۔ برطانی آٹھویں فوج کی کامیابی پر مصر کے وزیر اعظم نحاس پاشا نے مسٹر چرچل کو مبارکباد کا تار بھیجا تھا۔ اسکے جواب میں مسٹر چرچل نے جو پیغام بھیجا اسمیں اہل مصر کے حوصلہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ گذشتہ سال جب مصر پر حملہ کا خطرہ پیدا ہوا تھا تو اہل مصر نے بہت استقلال اور حوصلہ کا ثبوت دیا تھا۔

لنڈن ۲ر فروری۔ چند روز ہوئے برطانی طیاروں نے لوریاں میں دشمن کی آبدوزوں کے اڈہ پر جو حملہ کیا تھا۔ اسکے نتیجہ میں دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔ بڑی بڑی عمارتوں گوداموں اور گیس کے ذخائر کو آگ لگ گئی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر